قادیانیوں کی تحریف شدہ نماز کا پردہ چاک
اور نماز کے تمسخر پر مبنی ایک تحقیقی شاہکار

قادیانی
آذان و نماز

مصنف
مفتی مبشر شاہ

مرزا غلام احمد قادیانی

مقدمہ

آئینۂ قادیانیت اور نمازِ نبوی ﷺ سے انحراف

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے دین اسلام کو کامل فرمایا اور نماز کو مومن کی معراج اور دین کا ستون قرار دیا۔ کروڑوں درود وسلام ہوں سید الانبیاء، خاتم المرسلین، جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ پر، جن کی ختمِ نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا، اور جن کی سنت کی اتباع ہی نجات کا واحد راستہ ہے۔

اسلامی شریعت میں نماز محض چند حرکات کا نام نہیں، بلکہ یہ خالق اور مخلوق کے درمیان تعلق کی معراج ہے۔ قرآن وحدیث میں نماز کے آداب، شرائط، ارکان اور خشوع وخضوع پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ اس کی ادنیٰ سی توہین یا تبدیلی پورے دین کے ڈھانچے کو متزلزل کر دیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صلوا کما رأیتمونی اصلی (نماز ویسے ہی پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے)۔

لیکن تاریخِ اسلام کے ایک بڑے کذاب اور مدعیِ نبوت، مرزا غلام قادیانی نے جہاں عقائدِ اسلامیہ پر ڈاکہ ڈالا، وہیں اس نے نماز جیسے مقدس فریضے کو بھی اپنی تضاد بیانیوں اور مضحکہ خیز حرکات کا نشانہ بنایا۔ مرزا قادیانی کی پوری زندگی قول وفعل کے تضاد کا شاہکار تھی۔ ایک طرف وہ تحریروں میں اسلام کا لبادہ اوڑھتا تھا، تو دوسری طرف اس کے عملی افعال سنتِ نبوی ﷺ کے صریح خلاف تھے۔

اس کتاب کو مرتب کرنے کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں، بلکہ حق کے متلاشیوں پر یہ واضح کرنا ہے کہ جو شخص نماز جیسے بنیادی اور روزمرہ کے فریضے میں اس قدر تضادات اور غیر

شرعی حرکات کا شکار ہو، وہ مسیحِ موعود تو کیا، ایک عام صالح مسلمان کہلانے کا حقدار بھی نہیں ہو سکتا۔

اس کتاب میں ہم نے قادیانی کتب (ملفوظات، سیرت المہدی، ذکرِ حبیب وغیرہ) کے حوالوں سے درج ذیل حقائق کو بے نقاب کیا ہے:

1. اذانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین: جہاں مرزا نے اذان کے دوران باتیں کرنے کو غذا اور خاموشی کو بدہضمی قرار دیا۔

2. امامت سے فرار: جب اپنی ہی گھڑی ہوئی جھوٹی حدیث کا سہارا لے کر امامت سے پہلوتہی کی، مگر کچہریوں میں امامت کر کے اپنے ہی قول کی تردید کی۔

3. نمازِ جمعہ کی پامالی: ایک طرف جمعہ چھوڑنے والے کو اسلام سے خارج قرار دیا، مگر خود ایک بچے کی ضد پر جمعہ جیسا فرضِ عین قربان کر دیا۔

4. نماز میں بدعات: نماز کے اندر فارسی نظمیں پڑھنے اور عورتوں کو مردوں کے برابر کھڑا کرنے جیسی سنگین خلاف ورزیاں۔

5. جسمانی و روحانی عجز: نماز کے دوران رینگن، دورانِ سر اور بار بار نماز توڑ دینے کا اعتراف، جو منصبِ نبوت کے سراسر خلاف ہے۔

6. شرمناک حرکات: نمازِ باجماعت کے دوران مریدوں کا (بقولِ قادیانی کتب) مرزا کے جسم کو نامناسب طور پر ٹٹولنا اور اس کا ان حرکات پر خاموش رہنا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فتنۂ قادیانیت کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی اور اتباعِ سنت میں موت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اذانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین اور مرزا قادیانی کا تضاد

آذان سننا ضروری ہے

جولوگ اذان سُن رہے ہوں وہ بھی موذن کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ کلمات اذان دہراتے جائیں۔البتہ جب مؤذن حَتَّى عَلَى الصَّلوٰة یا حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو سننے والے صرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھیں۔اذان ختم ہونے پر مون اور سننے والے دونوں مندرجہ ذیل دعا مانگیں۔

(فقہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 119)

آذان سننا ضروری نہیں

عصر کی اذان ہوئی اور نواب صاحب اور مشیر اعلیٰ خاموش ہو گئے۔حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اذان میں باتیں کرنا منع نہیں ہیں۔آپ اگر کچھ اور بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔کیونکہ بعض باتیں انسان کے دل میں ہوتی ہیں اور وہ کسی وجہ سے ان کو نہیں پوچھتا اور پھر رفتہ رفتہ وہ برا نتیجہ پیدا کرتی ہیں جو شکوک پیدا ہوں ان کو فوراً باہر نکالنا چاہیئے۔یہ تیری غذا کی طرح ہوتی ہیں اگر نہ نکالی جائیں تو سودہضمی ہوجاتی ہے۔17 اپریل 1902 کو ایک شخص اپنا مضمون اشتہار در بارہ طاعون سنا رہا تھا۔اذان ہونے لگی وہ چپ ہوگیا۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔پڑھتے جاؤ۔

(فقہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 123)(فتاوی مسیح موعود صفحہ 16)

اسلام میں اذان شعائرِ اللہ میں سے ہے، جس کا ادب اور اس دوران خاموشی اختیار کرنا ہر مسلمان کا شیوہ ہے۔مگر مرزا قادیانی اور اس کی نام نہاد فقہ میں اس حوالے سے شدید تضادات پائے جاتے ہیں جو اس کے دعویٰ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرخچے اڑا دیتے ہیں۔

ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ

ترجمہ کنزالایمان: بات یہ ہے، اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

(سورۃ الحج، آیت:32)

جب اذان ہو رہی ہو تو خاموشی سے اسے سننا اور اس کا جواب دینا سنتِ مؤکدہ ہے، جیسا کہ فرمانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ

جب تم مؤذن کی آواز (اذان) سنو، تو تم بھی وہی کلمات کہو جو وہ کہتا ہے۔

(صحیح بخاری:611)

مرزا قادیانی کا دجل اور کھلے تضادات

مرزا قادیانی کی خودساختہ فقہ اور اس کے معمولات میں اذان کے حوالے سے ایسی تضاد بیانی پائی جاتی ہے جو کسی مصلح تو کیا، ایک عام دیندار انسان کے لیے بھی زیب نہیں دیتی۔

قادیانی کتاب میں لکھا ہے کہ:

”جو لوگ اذان سُن رہے ہوں وہ بھی موذن کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ کلماتِ اذان

دھراتے جائیں۔"

اسی کتاب میں چند صفحات کے بعد مرزا قادیانی کے اس "رسمی قول" کی دھجیاں اڑا دی گئی ہیں۔لکھا ہے کہ عصر کی اذان ہوئی تو مرزا قادیانی نے لوگوں کو خاموش دیکھ کر فرمایا:

"اذان میں باتیں کرنا منع نہیں ہیں۔آپ اگر کچھ اور بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔"

مزید براں، 17 اپریل 1902ء کو جب اذان ہونے لگی اور ایک شخص اشتہار پڑھتے ہوئے خاموش ہوا تو مرزا قادیانی نے سنتِ نبوی ﷺ کی صریح مخالفت کرتے ہوئے حکم دیا: "پڑھتے جاؤ۔"

ایک طرف کتاب میں لکھا ہے کہ اذان کا جواب دیں اور دعا مانگیں، دوسری طرف مرزا قادیانی خود اذان کے دوران باتیں کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔یہ تضاد ثابت کرتا ہے کہ اس کے نزدیک شعائرِ اسلام کی کوئی حقیقی اہمیت نہ تھی۔

مرزا قادیانی نے اذان کے دوران گفتگو نہ کرنے کو سوءِ ہضمی (بد ہضمی) سے تشبیہ دی۔یہ کلمات ایک مدعیِ الہام کی زبان پر اذان جیسے مقدس کلمات کے مقابلے میں کتنے گستاخانہ ہیں، اس کا اندازہ ہر صاحبِ ایمان لگا سکتا ہے۔

صحیح احادیث میں اذان کے وقت کلام سے روکنے اور جواب دینے کی تاکید ہے، مگر مرزا قادیانی نے اسے غذا اور برا نتیجہ قرار دے کر لوگوں کو سنت سے دور کیا۔

باجماعت نماز کا تضاد اور مرزا قادیانی کی خود ساختہ امامت

باجماعت نماز واجب ہے

نماز باجماعت نماز باجماعت واجب ہے بلا عذر و مجبوری مردوں کے لئے فرض نماز ہ اکیلے پڑھنا جائز نہیں۔اس طرح ان کی نماز ہ صحیح نہ

ہو گی مسجد یں نماز باجماعت کے لئے ہی بنائی جاتی ہیں۔

(فقہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 125)

مرزا قادیانی عورتوں کا امام

آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔

(ذکر حبیب صفحہ 51)

اسلامی شریعت میں باجماعت نماز کی اہمیت مسلم ہے اور مردوں کے لیے مسجد کی جماعت کا ایک خاص مقام ہے۔مگر مرزا قادیانی کے ہاں نہ صرف اقوال میں تضاد پایا جاتا ہے بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی سنتِ نبوی ﷺ کے صریح خلاف ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ

ترجمہ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(سورۃ البقرہ:43)

نبی کریم ﷺ نے مردوں کے لیے مسجد میں باجماعت نماز کی سخت تاکید فرمائی ہے:

مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ قَالُوا وَمَا الْعُذْرُ؟ قَالَ خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى

جس نے مؤذن کی آواز سنی اور اسے (مسجد کی) اتباع سے کسی عذر نے نہ روکا،صحابہ نے پوچھا: عذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا مرض،تو اس کی وہ نماز قبول نہیں ہوگی جو اس نے (اکیلے) پڑھی۔

(سنن ابو داؤد: 551)

مرزا قادیانی کے متضاد اقوال اور غیر شرعی فعل

مرزا قادیانی کے نزدیک ایک طرف تو جماعت کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، لیکن دوسری طرف وہ خود مسجد کی جماعت چھوڑ کر عورتوں کا امام بنا رہا۔ ایک طرف جماعت کو واجب اور اکیلے نماز کو باطل قرار دیا جا رہا ہے، تو دوسری طرف مرزا قادیانی کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ مردوں کی جماعت اور مسجد چھوڑ کر گھر میں عورتوں کا امام بنتا تھا۔

شریعتِ مطہرہ میں مرد پر مسجد کی جماعت لازم ہے (بجز سخت عذر کے)۔ مرزا قادیانی کا ایک لمبے عرصہ تک مسجد چھوڑ کر گھر میں عورتوں کی امامت کرنا اس کے اپنے ہی بیان کردہ وجوبِ جماعت کے فتوے کی زد میں آتا ہے۔

مرد کا عورتوں کی صف میں کھڑے ہو کر امامت کرنا اور اسے اپنا مستقل معمول بنا لینا کسی طور سنت سے ثابت نہیں۔ اگر مرزا قادیانی مریض تھا تو اسے جماعت کی معافی تھی، لیکن پیش امام بن کر گھر میں عورتوں کو نماز پڑھانا ثابت کرتا ہے کہ وہ مسجد کی حاضری سے دانستہ گریز کرتا تھا۔

بلا عذرِ شرعی (سفر یا بارش وغیرہ) مستقل بنیادوں پر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرنا تساہل پسندی اور دین میں اپنی مرضی چلانے کی کھلی دلیل ہے۔

امامت سے فرار اور مرزا قادیانی کا خود ساختہ عذر

امامت نہ کرانے کی وجہ امامت نماز کی نسبت ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور کس لیے نماز نہیں پڑھاتے؟ فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

(ملفوظات مسیح موعود جلد پنجم صفحہ 294)

مرزا قادیانی کے تضادات کی فہرست میں ایک بڑا تضاد امامتِ نماز کا ہے۔ ایک طرف وہ مسیح اور امام ہونے کا دعویدار تھا، مگر جب عملی طور پر امامت کا وقت آتا تو وہ مختلف حیلے بہانوں سے کام لیتا تھا۔

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔

(سورۃ البقرہ:124)

احادیثِ مبارکہ میں صراحت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے، جیسا کہ صحیح روایات میں موجود ہے:

فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَؤُمُّ النَّاسَ

پس عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (آسمان سے) نازل ہوں گے اور لوگوں کی امامت فرمائیں گے۔

(مسند البزار:9642)(مجمع الزوائد:12543)

مرزا قادیانی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ وہ خود امامت کیوں نہیں کراتا، تو اس نے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر افترا باندھتے ہوئے ایک نیا عذر تراشا۔

جب ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور کس لیے نماز نہیں پڑھاتے؟ تو مرزا قادیانی نے جواب دیا حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

صحیح احادیث (مثلاً صحیح مسلم) میں یہ ذکر ضرور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت جب نماز کا وقت ہوگا تو مسلمانوں کے امیر (امام مہدی علیہ السلام) انہیں امامت کی دعوت دیں گے اور وہ تواضع کے طور پر پہلی نماز ان کے پیچھے پڑھیں گے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ پوری زندگی دوسروں کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے۔ بلکہ کتب

احادیث میں صراحت ہے کہ وہ دجال کے قتل کے بعد مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے۔

پچھلے باب میں ذکر ہوا کہ مرزا قادیانی ایک لمبے عرصہ تک گھر میں عورتوں کا پیش امام بن کر نمازیں پڑھاتا رہا۔اگر حدیث کے مطابق اس کے لیے دوسروں کے پیچھے نماز پڑھنا لازم تھا،تو پھر وہ عورتوں کا امام کیوں بنتا رہا؟ کیا عورتوں کی امامت کرنے سے وہ حدیث (جو اس نے خود گھڑی) متاثر نہیں ہوتی تھی؟

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی امامت سے پہلوتہی اس کی علمی و عملی کمزوریوں کی پردہ پوشی تھی۔وہ کبھی نماز پڑھتا ہی نہیں تھا اور اگر کھڑا ہوتا تو اکثر اسے توڑ دیتا تھا۔اس نے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لیے مسیح دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا والا جھوٹا سہارا لیا۔

مرزا قادیانی کی امامت اور تضادات کا مجموعہ

۱۸۹۹ء۔غالباً ٹیکس کا مقدمہ تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے نماز ظہر گورداسپور کے احاطہ کچہری میں بعض لوگوں کی درخواست پر خود پیش امام ہو کر پڑھائی اور بہت سے لوگ دوڑ دوڑ کر اُس نماز میں شامل ہوئے۔

(ذکر حبیب صفحہ 49)

مرزا قادیانی کی زندگی تضاد بیانیوں سے عبارت ہے۔ایک طرف وہ لوگوں کے سوال پر امامت سے یہ کہہ کر انکار کرتا ہے کہ مسیح دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا،لیکن دوسری طرف اپنی ہی جماعت کی کتب اس کے اس خود ساختہ قانون کی دھجیاں اڑاتی نظر آتی ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ

ترجمہ کنز الایمان:اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں

کرتے۔کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

(سورۃ الصف:2,3)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قول و فعل کے تضاد کو منافق کی علامت قرار دیا ہے:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

(صحیح بخاری:33)

اب مرزا قادیانی کے پچھلے عذر (جو اس نے ملفوظات میں بیان کیا) اور اس کے اس عملی واقعے کا موازنہ کریں:

پچھلا دعویٰ یہ تھا کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ وہ امامت اس لیے نہیں کراتا کیونکہ حدیث میں ہے کہ مسیح دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

اگر مرزا قادیانی کے بقول آنے والے مسیح کے لیے دوسروں کے پیچھے نماز پڑھنا لازمی تھا، تو گورداسپور کی کچہری میں وہ پیش امام کیوں بنا؟ کیا وہاں اسے اپنی گھڑی ہوئی وہ حدیث یاد نہیں رہی تھی؟

یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کے پاس کوئی مستقل اصول یا شرعی ضابطہ نہیں تھا۔ جہاں اسے ضرورت پڑتی یا جہاں وہ لوگوں کو متاثر کرنا چاہتا (جیسا کہ کچہری کے مجمع میں ہوا)، وہاں وہ پیش امام بن جاتا تھا، اور جہاں اسے سستی ہوتی یا علمی گرفت کا ڈر ہوتا، وہاں مسیح دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا کا جھوٹا سہارا لے لیتا تھا۔

1899ءمیں وہ کچہری میں امامت کرارہا ہے، جبکہ ملفوظات کی روایت میں وہ امامت سے انکار کے لیے حدیث کا بہانہ بنارہا ہے۔ یہ صریح تضاد اس کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

نمازِ جمعہ سے پہلوتہی اور مرزا قادیانی کا غیر شرعی طرزِ عمل

مبارک احمد مرحوم کی خاطر نماز جمعہ میں نہیں گئے صاجنرادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام حسب معمول کپڑے بدل کر عصاء ہاتھ میں لے کر جامعہ مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاجنرادہ کی چار پائی کے پاس سے گذرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے تو صاجنرادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا دامن پکڑ لیا اور اپنی چار پائی پر بٹھا دیا اور اُٹھنے نہ دیا۔ صاجنرادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے اور جب دیکھا کہ بچہ اُٹھنے نہیں دیتا، اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں۔ حضور کا انتظار نہ کریں۔

(ذکر حبیب صفحہ 135)

نمازِ جمعہ دین اسلام کے اہم ترین فرائض اور شعائر میں سے ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی سخت تاکید آئی ہے، مگر مرزا قادیانی کے ہاں ایک بچے کی ضد کے سامنے اس عظیم فریضے کی کوئی اہمیت نظر نہیں آتی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

(سورۃ الجمعہ:9)

نبی کریم ﷺ نے بلا عذرِ شرعی جمعہ چھوڑنے والوں کے لیے سخت وعید بیان فرمائی ہے:

لِيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ

لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

(صحیح مسلم:865)(مشکوۃ المصابیح:1370)

یہ واقعہ مرزا قادیانی کی سیرت کا انمول واقعہ ہے جو اس کے نزدیک فرائضِ الٰہیہ کی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔

شریعت میں جمعہ چھوڑنے کے اعذار (جیسے سخت بیماری یا خوف) واضح ہیں۔ ایک بچے کا دامن پکڑ لینا یا ضد کرنا ہرگز ایسا عذر نہیں کہ جس کی وجہ سے فرضِ عین (جمعہ) کو ترک کر دیا جائے۔

مرزا قادیانی کے نزدیک اللہ کے حکم (فاسعوا الی ذکر اللہ) کے مقابلے میں ایک بچے کی خواہش زیادہ مقدم تھی۔ کیا ایک مدعیِ نبوت کا یہ شیوہ ہو سکتا ہے کہ وہ فرضِ خداوندی پر بشری تعلقات کو ترجیح دے؟

مرزا قادیانی خود کو مسیح اور نبی کہتا تھا، جن کا کام لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا اور فرائض کی پابندی سکھانا ہوتا ہے۔مگر یہاں وہ خود اپنے عمل سے جماعت کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ معمولی گھریلو وجوہات پر جمعہ جیسا فریضہ چھوڑا جا سکتا ہے۔

اس نے مسجد میں پیغام تو بھیج دیا کہ میرا انتظار نہ کریں، مگر خود مسجد جانے کی کوئی متبادل کوشش نہیں کی، بلکہ بچے کی خاطر بیٹھا رہا۔

مرزا قادیانی کا فتویٰ اور اپنا عمل (تضاد کا عروج)

اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گنہ گار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں۔

(اشتہارات جلد سوم صفحہ 288،فتاویٰ مسیح موعود صفحہ 132،فقہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 164)

مرزا قادیانی کی تحریروں میں ایک طرف تو نمازِ جمعہ کی ایسی تاکید ملتی ہے کہ اسے چھوڑنے والے کے ایمان پر سوال اٹھایا گیا ہے،لیکن جب باری اپنے عمل کی آئی تو ان تمام شد و مد والے فتووں کو پس پشت ڈال دیا گیا۔

اب مرزا قادیانی کے اس سخت فتوے کو اس کے پچھلے باب میں مذکور عمل (بچے کی خاطر جمعہ چھوڑنا) کے ترازو میں تولیں۔

مرزا قادیانی کے بقول جو شخص دنیا کا کام بند کر کے مسجد نہ پہنچے وہ سخت گنہگار اور اسلام

سے خارج ہونے کے قریب ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا ایک بچے کا دامن پکڑ لینا دنیا کا کام نہیں تھا؟ کیا مرزا قادیانی اپنے اس فتوے کی رو سے خود گنہگار ثابت نہیں ہوتا؟

مرزا لکھتا ہے کہ جمعہ نہ پڑھنے والا اسلام سے خارج ہونے کے قریب ہے۔اگر ایک عام مسلمان کے لیے یہ حکم ہے، تو ایک مدعیِ نبوت کے لیے تو یہ حکم بدرجہ اولیٰ سخت ہونا چاہیے تھا۔مگر اس نے ایک بچے کی معمولی ضد (دامن پکڑنے) کو اللہ کے اس تاکیدی حکم پر ترجیح دے دی۔

تحریر میں جمعہ کی اہمیت کے لیے اتنی انتہا پسندی کہ اسے عید سے بھی بڑھ کر قرار دیا، مگر عملی زندگی میں اس قدر تساہل کہ گھر سے نکلتے ہوئے بھی محض بچے کے روکنے پر رک گیا۔یہ تضاد ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریریں صرف دوسروں کو مرعوب کرنے کے لیے تھیں، جبکہ اس کا اپنا نفس ان احکامات سے آزاد تھا۔

نماز میں بدعتِ عظیمہ اور انسانی کلام کا شمول

ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔جس کا یہ مصرع ہے۔

اے خدا! اے چارہ آزارما!

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 644)

نماز اللہ تعالیٰ سے مناجات کا نام ہے جس میں صرف وہی کلمات ادا کیے جاسکتے ہیں جو قرآن وسنت سے ثابت ہوں۔کسی انسان کی بنائی ہوئی نظم یا اشعار کو نماز کا حصہ بنانا نہ صرف

بدعت ہے بلکہ نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

ترجمہ کنز الایمان: بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے۔جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

(سورۃ المؤمنون:1,2)

نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر نماز میں انسانی گفتگو یا کلام کو شامل کرنے سے منع فرمایا ہے:

إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ، لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ

بیشک اس نماز میں لوگوں کے کلام میں سے کوئی چیز درست نہیں، یہ تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی قرات ہے۔

(صحیح مسلم:537، 1199)

مرزا قادیانی کی سیرت میں اس کے مریدوں کا یہ حال درج ہے کہ وہ نمازِ نبوی ﷺ کے بجائے مرزا کی شاعری پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق نماز میں کلامِ ناس (انسانی گفتگو یا شاعری) شامل کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ پیر سراج الحق کا نماز میں فارسی نظم پڑھنا اور مرزا قادیانی کا اس پر خاموش رہنا ثابت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک شریعتِ محمدی ﷺ کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

اللہ کے حضور کھڑے ہو کر اللہ کے کلام کے بجائے اپنے پیشوا کی نظمیں پڑھنا صریح شرک اور شخصیت پرستی کی بدترین مثال ہے۔کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی نماز کے اندر نبی کریم ﷺ کی نعت یا شاعری پڑھی تھی؟ ہرگز نہیں!

مرزا قادیانی اس نماز میں مقتدی کی حیثیت سے موجود تھا۔اگر وہ سچا مصلح ہوتا تو نماز کے فوراً بعد اس بدعت پر ٹوکتا اور نماز دہرانے کا حکم دیتا، مگر اس کی خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خود اس قسم کی غلو پسندی اور بدعت سے خوش تھا۔

سنتِ نبوی ﷺ کی مخالفت اور مرزا قادیانی کی گھر میں امامت

ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت اُم المؤمنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے۔کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اُسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو۔تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔میں نے حضرت اُم المؤمنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 637،636)

نماز کے احکامات میں مرد اور عورت کی صفوں کی ترتیب ایک واضح شرعی مسئلہ ہے۔ سنتِ رسول ﷺ اور اجماعِ امت کے مطابق عورت، خواہ وہ بیوی ہی کیوں نہ ہو، مرد (امام) کے برابر کھڑی نہیں ہو سکتی۔مگر مرزا قادیانی نے اپنی خود ساختہ شریعت میں اس مسلمہ اصول کی دھجیاں اڑا دیں۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(سورۃ الحشر:7)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر حکم دیا ہے کہ اگر ایک مرد امام ہو اور ایک عورت مقتدی، تو عورت امام کے برابر نہیں بلکہ پیچھے کھڑی ہو گی:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بتلایا کہ میں نے اور ایک یتیم لڑکے (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ) نے جو ہمارے گھر میں موجود تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔

(صحیح بخاری:727)

بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث کے مطابق عورت کا مقام امام کے پیچھے ہے، برابر میں نہیں۔ مرزا قادیانی کا اپنی اہلیہ کو دائیں جانب (برابر) کھڑا کرنا سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی مکمل لاپروائی اور جہالت کا ثبوت ہے۔

جو شخص نماز کے اتنے سادہ مسئلے سے واقف نہ ہو کہ عورت کو کہاں کھڑا کرنا ہے، وہ پوری امت کا امام اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟

روایت میں لفظ بارہا (کئی بار) استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی ایک بار کی بھول نہیں تھی بلکہ مرزا قادیانی کا مستقل طریقہ اور سنت بن چکی تھی، جوکہ دین اسلام میں ایک نئی بدعت کی ایجاد ہے۔

پچھلے ابواب میں گزرا کہ وہ مسجد میں امامت سے یہ کہہ کر بچتا تھا کہ مسیح دوسروں کے پیچھے پڑھے گا، مگر گھر میں وہ نہ صرف امامت کراتا تھا بلکہ نماز کے نقشے کو بھی مسخ کر دیتا تھا۔

نماز کی قضا کا انکار اور شریعتِ محمدی ﷺ کی کھلی خلاف ورزی

نماز کی قضاء نہیں ہوتی

ایک شخص نے سوال کیا کہ میں چھ ماہ تک تارک صلوۃ تھا۔ اب میں نے توبہ کی ہے کیا وہ سب نمازیں اب پڑھوں؟ فرمایا نماز کی قضاء نہیں ہوتی۔ اب اس کا علاج توبہ ہی کافی ہے۔"

(فقہ المسیح صفحہ 168)

اسلامی شریعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی نماز وقت پر ادا نہ کی جا سکے (خواہ بھول کر ہو یا سستی سے)، تو اس کی قضا کرنا لازم ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنے خود ساختہ الہامات کی آڑ میں اس مسلمہ اصول کا انکار کر دیا۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

(سورۃ النساء:103)

نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر حکم دیا ہے کہ چھوٹی ہوئی نماز کی قضا ہی اس کا واحد کفارہ ہے:

مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ

جو شخص نماز (پڑھنا) بھول جائے، تو جب اسے یاد آئے وہ اسے پڑھ لے، اس کا اس کے سوا کوئی کفارہ نہیں۔

(صحیح بخاری:597)

بخاری اور مسلم کی متفق علیہ احادیث گواہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹی ہوئی نماز کی ادائیگی (قضا) کا حکم دیا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ نماز کی قضا نہیں ہوتی، اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی صریح بغاوت ہے۔

اگر توبہ ہی کافی ہوتی اور قضا لازم نہ ہوتی، تو ہر شخص مہینوں اور سالوں نمازیں چھوڑ کر آخر میں صرف توبہ کر لیتا۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کو فرائض کی ادائیگی سے دور کرنے اور دین کو مذاق بنانے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

ایک طرف مرزا کہتا ہے کہ وہ شریعتِ محمدی ﷺ کا خادم ہے، مگر دوسری طرف وہ ان احکامات کو جڑ سے اکھاڑ رہا ہے جو امت میں چودہ سو سال سے متواتر چلے آرہے ہیں۔ توبہ گناہ مٹاتی ہے، مگر ذمہ داری (فرائض کی ادائیگی) ختم نہیں کرتی۔

مرزا قادیانی کا یہ قول کہ قضا نہیں ہوتی، اس کے دعویٰ نبوت و مسیحیت پر کاری ضرب ہے۔ جس شخص کو دین کے بنیادی فرائض کا علم نہ ہو یا وہ دانستہ ان کا انکار کرے، وہ ہدایت کا علمبردار کیسے ہو سکتا ہے؟

نماز سے محرومی اور مرزا قادیانی کی بدتر جسمانی حالت

بیٹھ کر نماز پڑھنا اور نماز توڑ دینا

حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے کبھی غلبہ دورانِ سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دورانِ سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شائد بمشکل پڑھ سکوں، کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔ دوستوں کی غائبانہ دعا مستجاب ہوا کرتی ہے۔ آنمکرم اس عاجز کے حق میں دعا کریں۔

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 101)

شریعتِ مطہرہ میں نماز دین کا ستون ہے، مگر مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے کہ وہ اس عظیم فریضے کی کامل ادائیگی سے بھی قاصر تھا اور بار ہا نماز توڑ دیتا تھا۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ

ترجمہ کنز الایمان: نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

(سورۃ البقرہ، آیت: 238)

نبی کریم ﷺ نے مرض کی حالت میں بھی نماز کے آداب سکھائے ہیں، مگر نماز کے دوران اسے توڑ دینے یا قرات سے عاجز ہونے کی ایسی کیفیت انبیاء علیہم السلام کی شان کے خلاف ہے۔

صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر۔

(صحیح بخاری:1117)

مرزا قادیانی کا اعتراف کہ وہ بعض اوقات درمیان میں نماز توڑ دیتا تھا، ثابت کرتا ہے کہ اس پر وہ شیطانی اثرات یا ایسی بیماریاں غالب تھیں جو اسے خالق کے حضور سکون سے کھڑے نہیں ہونے دیتی تھیں۔ ایک سچا نبی یا ولی تو نماز میں تمام دکھ بھول جاتا ہے، مگر مرزا کی نماز خود اس کے لیے بوجھ تھی۔

مرزا کا یہ کہنا کہ وہ مسنون وضع (یعنی سنت کے مطابق تشہد کی حالت) میں بھی نہیں بیٹھ سکتا تھا، اس کی جسمانی نااہلی کی دلیل ہے۔ جو شخص سنت کے مطابق بیٹھنے سے بھی عاجز ہو، وہ دوسروں کے لیے نمونہ کیسے بن سکتا ہے؟

مرزا نے تسلیم کیا کہ وہ توجہ کرنے سے تحریکِ بخارات کی وجہ سے قرات بھی نہیں کرسکتا تھا۔ قرآن کا حکم ہے کہ نماز میں جتنا میسر ہو قرآن پڑھو، مگر مرزا قادیانی پر بخارات کا ایسا غلبہ ہوتا تھا کہ وہ کلامِ الٰہی پڑھنے سے بھی قاصر رہتا تھا۔

احادیث میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی جو علامات بیان ہوئی ہیں، ان میں وہ ایک طاقتور، وجیہ اور رعب دار شخصیت ہوں گے، نہ کہ ایسے مریض جو رینگن اور دورانِ سر کی وجہ

سے نماز بھی پوری نہ کرسکیں۔

قاضی یار محمد کی نازیبا حرکات اور مرزا قادیانی کی بے بسی

ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی۔ تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھری کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلبا یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہوگیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 781)

نماز اللہ کے حضور حاضری کا نام ہے جہاں انسان تمام دنیا سے کٹ کر معبودِ حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی نماز کا حال یہ تھا کہ اس کے مرید دورانِ نماز اس کے جسم کے ساتھ ایسی حرکات کرتے تھے جن کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ

ترجمہ کنزالایمان: کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

(سورۃ البقرہ: 238)

نبی کریم ﷺ نے نماز میں اعضاء کو ساکن رکھنے اور فضول حرکات سے بچنے کی سخت

تاکید فرمائی ہے۔

اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

نماز میں سکون اختیار کرو۔

(صحیح مسلم:430،968)

مرزا قادیانی کی اپنی کتب (سیرت المہدی) میں اس کی نماز کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، وہ کسی بھی ذی شعور انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے کے لیے کافی ہے۔

ایک طرف اللہ کا گھر اور نماز جیسی عبادت، اور دوسری طرف ایک مرید کا اپنے پیشوا کے جسم کو (مقعد) ٹٹولنا۔ کیا یہ کسی مقدس مقام اور عبادت کا نقشہ ہے؟ مرزا قادیانی کی خاموشی اور اس حرکت کو برداشت کرنا ثابت کرتا ہے کہ اس کی نماز محض ایک ڈھونگ تھی، جس میں نہ خشوع تھا اور نہ ہی کوئی شرعی رعب۔

مرزا کے مریدوں نے قاضی یار محمد کو مخلص مگر خلل دماغ والا قرار دے کر اس شرمناک واقعے پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی، مگر سوال یہ ہے کہ کیا ایک نبی کی نماز اتنی کمزور ہوتی ہے کہ ایک دیوانہ شخص بار بار آ کر اس کے جسم کے نازک حصوں کو ٹٹولے اور وہ اسے روکنے یا نماز درست کرنے کے بجائے کوٹھڑیوں میں چھپتا پھرے؟

سچے انبیاء اور اولیاء اللہ کا رعب تو ایسا ہوتا ہے کہ درندے بھی ان کے پاس سے گزرتے ہوئے راستہ بدل لیتے ہیں، مگر یہاں ایک مدعیِ نبوت کا یہ حال ہے کہ اس کے اپنے مرید اسے نماز میں ایسی اذیت دیتے ہیں جو اخلاقیات سے بھی گری ہوئی ہے۔

فقہِ اسلامی کے مطابق نماز میں ایسا عمل کثیر یا کسی دوسرے کی ایسی مداخلت جس سے نماز کی ہیئت بدل جائے، نماز کو باطل کر دیتی ہے۔ مرزا کا ایسی حالت میں نماز جاری رکھنا یا بار بار اس کا شکار ہونا اس کی شرعی لاپروائی کی دلیل ہے۔

نمازِ باجماعت میں قاضی یار محمد کا مرزا کو ٹٹولنا

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آ کر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصے میں جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا، اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل

کرتا تھا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 784،785)

نمازِ باجماعت کی صفوں کی ترتیب اور وقارِ مسجد اسلام کے بنیادی آداب میں شامل ہے۔مرزا قادیانی کی زندگی کا یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ اس کی نام نہاد مقدس محفل میں کس قدر بدنظمی اور غیر شرعی حرکات کا دور دورہ تھا۔

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ

ترجمہ کنز الایمان: ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام۔

(سورۃ النور:36)

نبی کریم ﷺ نے نماز کے دوران صفوں کے درمیان سے گزرنے اور بلاوجہ حرکت کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے:

لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ

اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو پتہ چل جائے کہ اس پر کتنا گناہ ہے، تو وہ چالیس (سال یا دن) تک کھڑا رہنے کو گزرنے سے بہتر خیال کرے۔

(صحیح بخاری:510)

مرزا قادیانی کے مریدوں کی گواہی کے مطابق، نماز کے دوران ایک شخص صفیں پھلانگ کر مرزا کے پاس آتا اور اس کے جسم پر نامناسب ہاتھ پھیرتا تھا۔

ایک طرف امام سجدے میں ہے،اور دوسری طرف ایک شخص صفیں پھلانگ کر (جوکہ صریحاً گناہ اور نماز کی بے حرمتی ہے) مرزا قادیانی کے جسم کو نامناسب طور پر ٹٹول رہا ہے۔کیا یہ کوئی عبادت گاہ ہے یا کوئی تماشہ گاہ؟ مرزا قادیانی کا اس حرکت پر خاموشی اختیار کرنا اور اسے محبت کا اظہار سمجھنا اس کے دین سے عاری ہونے کی دلیل ہے۔

سچے انبیاء علیہم السلام کا تو یہ رعب ہوتا تھا کہ دشمن بھی کانپ اٹھتے تھے،مگر یہاں مرزا قادیانی کا یہ حال ہے کہ اس کے اپنے مرید اسے تایا (تنگ کیا) کرتے تھے اور وہ ان سے بچنے کے لیے حجروں اور کوٹھڑیوں میں جگہ بدلتا پھرتا تھا۔

اسلام میں تبرک کا یہ طریقہ کہ کسی کے جسم کو (بقول آپ کے مقعد تک) ٹٹولا جائے، قطعی حرام اور غیر اخلاقی ہے۔مرزا قادیانی نے اس شخص کو روکنے کے بجائے اپنی جگہ تبدیل کی، جو اس کی بزدلی اور اخلاقی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

صفیں پھلانگنا نماز کے ثواب کو ضائع کر دیتا ہے اور دوسروں کی نماز میں خلل ڈالتا ہے۔مرزا قادیانی کی موجودگی میں اس کے مرید کا یہ فعل ثابت کرتا ہے کہ وہاں سنتِ نبوی ﷺ کا کوئی پاس ولحاظ نہیں تھا۔

حرفِ آخر: باطل کی شکست اور حق کا استقرار

اس رسالہ کے صفحات میں ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے اس گوشے کو بے نقاب کیا ہے جو براہِ راست نماز جیسی اہم ترین عبادت سے متعلق تھا۔ ایک مدعیِ نبوت اور مسیحیت کے لیے یہ لازم تھا کہ وہ اتباعِ سنت اور وقارِ بندگی کا بہترین نمونہ ہوتا، لیکن قادیانیت کی اپنی مستند کتب (ملفوظات، سیرت المہدی، ذکرِ حبیب) نے جو گواہی دی ہے، وہ اس کے دعووں کے بالکل برعکس ہے۔

حاصلِ مطالعہ، پانچ بڑے انکشافات

زیرِ نظر تحقیق سے چند ایسے حقائق سامنے آئے ہیں جو کسی بھی صاحبِ ایمان کو لرزا دینے کے لیے کافی ہیں:

1. **سنتِ نبوی ﷺ سے بغاوت**: مرزا قادیانی نے نہ صرف اذان کے جواب کو بدہضمی قرار دیا بلکہ نمازِ جمعہ جیسے فرضِ عین کو ایک بچے کی ضد پر قربان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اس کے نزدیک شعائرِ اسلام کی کوئی حقیقی وقعت نہ تھی۔

2. **نماز کا حلیہ بگاڑنا**: نماز کے اندر فارسی نظمیں پڑھنے اور عورت کو مرد کے برابر کھڑا کرنے جیسی حرکات سے یہ واضح ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا مقصد دین کی اصلاح نہیں بلکہ شریعتِ محمدی ﷺ کی ہیئت کو تبدیل کرنا تھا۔

3. **جسمانی و روحانی نااہلی**: دورانِ نماز سر چکرانا، رینگن ہونا اور بار بار نماز توڑ دینا اس بات کی علامت ہے کہ وہ شخص خالق کے حضور کھڑے ہونے کی روحانی و جسمانی سکت سے بھی محروم تھا۔

4. **رعبِ ایمانی کا فقدان**: ایک ایسا شخص جس کے اپنے مرید اسے نماز

کے دوران (سجدے کی حالت میں) نامناسب طور پر ٹٹولتے ہوں اور وہ ان سے بچنے کے لیے حجروں میں چھپتا پھرے، وہ پوری امت کا امام کہلانے کا ہرگز حقدار نہیں ہو سکتا۔

5. **تضاد بیانی کا عروج**: امامت کے حوالے سے مرزا کا قول کچھ اور تھا اور کچہریوں میں عمل کچھ اور، جو اس کے کذبِ بیانی پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے۔

قارئین کرام! حق بالکل واضح ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچے انبیاء علیہم السلام کو ایک رعب، وقار اور کمالِ بندگی عطا فرمایا تھا۔ کیا مرزا قادیانی کی یہ پریشان کن نمازیں اور مضحکہ خیز واقعات کسی طور بھی نبوت یا مسیحیت کی شان کے مطابق ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! یہ محض ایک دجال کا فریب تھا جس نے اپنے ہی مریدوں کے سامنے اپنا وقار کھو دیا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرمائے اور امتِ مسلمہ کے نوجوانوں کو فتنۂ قادیانیت کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت، ان کی سنت پر کامل عمل اور ان کی ختمِ نبوت کی چوکیداری پر استقامت عطا فرمائے۔

جاء الحق وزهق الباطل، ان الباطل كان زهوقا

(حق آگیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل مٹنے ہی والا ہے)

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔	مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ توحید کا یہ پیغام لانیوالے محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں۔
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔	مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ توحید کا یہ پیغام لانیوالے محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں۔
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔	چلے آؤ نماز کی طرف ۔ چلے آؤ نماز کی طرف ۔
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔	چلے آؤ نجات اور کامیابی کی طرف ۔چلے آؤ نجات اور کامیابی کی طرف۔
اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ	اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔	اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبُود نہیں ۔

صرف صبح کی نماز کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد یہ کلمے زائد کہے جائیں گے :۔

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ۔	نماز نیند سے بہتر ہے ۔
اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ۔	نماز نیند سے بہتر ہے ۔

اذان دینے کا طریق :۔

نماز باجماعت کے لئے اذان ضروری ہے۔ اذان دینے کا طریق یہ ہے کہ جب نماز کا وقت شروع ہو جائے تو مؤذن یعنی اذان دینے والا قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کسی اُونچی یا نمایاں جگہ پر کھڑا ہو جائے اور شہادت کی اُنگلی اپنے کانوں میں ڈال لے۔ اور بلند آواز سے مذکورہ کلماتِ اذان کہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر دونوں بار اپنا مُنہ دائیں طرف پھیرے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر بائیں جانب پھیرے۔ صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دوبار اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی کہے ۔

اذان باوضو دینی چاہیئے ۔مؤذن ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو خوش الحان ہو اس کی آواز بلند ہو اور دینی مسائل سے اچھی طرح واقف ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ معمولی لوگوں کو مؤذن مقرر کیا جائے گا۔ مسلمانوں کو اس انذار سے سبق حاصل کرنا چاہیئے ۔

جو لوگ اذان سُن رہے ہوں وہ بھی مؤذن کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ کلمات اذان دہراتے جائیں۔ البتہ جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ یا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو سُننے والے صرف لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھیں۔ اذان ختم ہونے پر مؤذن اور سننے والے دونوں مندرجہ ذیل دُعا مانگیں ۔

اذان کے بعد کی دُعا :۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَۃِ	اے اس کامل دُعا اور قائم رہنے والی عبادت کے
التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ	خُدا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیاب ذریعہ۔ اعلیٰ

اذان کے وقت کوئی بات کرنا اور کچھ پڑھنا

عصر کی اذان ہوئی اور نواب صاحب اور مشیر اعلیٰ خاموش ہوگئے ۔حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اذان میں باتیں کرنا منع نہیں ہیں ۔ آپ اگر کچھ اور بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں ۔ کیونکہ بعض باتیں انسان کے دل میں ہوتی ہیں اور وہ کسی وجہ سے ان کو نہیں پوچھتا اور پھر رفتہ رفتہ وہ بُرا نتیجہ پیدا کرتی ہیں جو شکوک پیدا ہوں ان کو فوراً باہر نکالنا چاہیئے ۔ یہ بُری غذا کی طرح ہوتی ہیں اگر نہ نکالی جائیں تو سوءِ ہضمی ہوجاتی ہے ۔

۷ر اپریل ۱۹۰۲ء کو ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سُنا رہا تھا ۔ اذان ہونے لگی وہ چپ ہوگیا ۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ۔ پڑھتے جاؤ ۔ [1]

---

[1] : الحکم مئی ۱۹۰۲ء

"وضو کرنا تو صرف ہاتھ پیر اور منہ دھونا (ومسح سر۔ناقل) ہے۔"

(نورالقرآن نمبر2، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 420 مطبوعہ نومبر 1984ء)

(۱۳)وضو سے ازالہ گناہ

(ازحضرت مسیح موعودعلیہ السلام)

" آپ کا یہ کہنا کہ وضو کرنے سے گناہ کیونکر دور ہو سکتے ہیں ....شارع علیہ السلام کا یہ مطلب .... ہے کہ خدا تعالیٰ کے چھوٹے چھوٹے حکم بھی ضائع نہیں جاتے۔اوران کے بجا لانے سے بھی گناہ دور ہوتے ہیں۔ "

(نورالقرآن نمبر2، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 420 مطبوعہ نومبر 1984ء)

(۱۴)مسواک

حضرت صاحب مسواک کو بہت پسند فرماتے ہیں اور علاوہ مسواک کے اور مختلف چیزوں سے دن میں کئی دفعہ دانتوں کو صاف کرتے ہیں اور نبی کریم کی بھی یہی سنت تھی۔ پس سب کو چاہئے کہ اس طرف بھی توجہ رکھا کریں۔

(اخبار بدر نمبر9 جلد6 مؤرخہ 28رفروری 1907ء صفحہ 10)

(۱۵)اذان کے وقت بات کرنا اور پڑھنا منع نہیں ہے

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قدر تقریر فرمائی تھی کہ عصر کی اذان ہوگئی اور نواب صاحب اور مشیر اعلیٰ صاحب خاموش ہوگئے۔حضرت نے فرمایا کہ:۔

"اذان میں باتیں کرنی منع نہیں ہیں۔آپ اگر کچھ اور بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں کیونکہ بعض باتیں انسان کے دل میں ہوتی ہیں اور وہ کسی وجہ سے ان کو نہیں پوچھتا اور پھر رفتہ رفتہ وہ بُرا نتیجہ پیدا کرتی ہیں۔ جو شکوک پیدا ہوں ان کو فوراً باہر نکالنا چاہئے، یہ بُری غذا کی طرح ہوتی ہیں اگر نہ نکالی جائیں تو سوءِ ہضمی ہو جاتی ہے۔"

(الحکم نمبر12 جلد8 مؤرخہ 10راپریل 1904 صفحہ 3)

نماز باجماعت

نماز باجماعت واجب ہے بلاعذر و مجبوری مردوں کے لئے فرض نماز اکیلے پڑھنا جائز نہیں۔
اس طرح ان کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ مسجدیں نماز باجماعت کے لئے ہی بنائی جاتی ہیں۔

باجماعت نماز کے معنے یہ ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھانے کے لئے آگے کھڑا ہو اور دوسرے اس کے پیچھے صف بنائیں اور جس طرح وہ نماز پڑھے اسی طرح پیچھے اس کی اقتداء کرنے والے نماز پڑھیں آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھانے والے کو امام اور جو پیچھے صف میں کھڑے ہوتے ہیں ان کو مقتدی کہا جاتا ہے۔ جو نیت امام کی ہو وہی مقتدی کی ہونی چاہیئے۔ البتہ بوقت ضرورت فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل نماز کی نیت ہو سکتی ہے۔ اس کے سوا باقی نماز کے ہر رکن میں امام کی پیروی و اتباع ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے رکوع کرنے سے پہلے مقتدی رکوع کرے یا اس کے سجدہ میں جانے سے پہلے سجدہ میں چلا جائے بلکہ امام کی متابعت کی ضرورت کی جائے۔ جو مقتدی امام سے آگے بڑھ جاتے ان کی نماز نہیں ہوتی۔

امام جماعت مؤمنین مبائعین میں سے ایسے شخص کو بنایا جائے جو متقی اور پرہیزگار ہو۔ عاقل بالغ ہو۔ علم دین سے واقف اور نماز کے مسائل جانتا ہو۔ ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے جس کی امامت کو عام لوگ پسند نہ کرتے ہوں نماز پڑھانے کا سب سے مقدم حق خلیفہ وقت یا ان کے مقرر کردہ امیر کو ہے۔ پھر اُس شخص کو جسے لوگوں نے امام مقرر کیا ہوا ہے اس کی اجازت سے کوئی اور شخص بھی نماز پڑھا سکتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھ سکتا ہے وہ ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا جو اَن پڑھ ہے۔ اور اگر بالغوں میں سے کوئی شخص پڑھا ہوا نہ ہو لیکن ایک سمجھدار نابالغ لڑکا قرآن جانتا ہو تو ایسا لڑکا اَن پڑھ نابالغوں کا امام بن سکتا ہے۔

عورت مَردوں کی امام نہیں بن سکتی۔ البتہ اگر نماز پڑھنے والی ساری کی ساری عورتیں ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو امام بنا سکتی ہیں۔ اس صورت میں جو عورت امام بنے وہ صف کے اندر کھڑی ہو۔ عورتوں کی نماز باجماعت کے لئے اذان کی ضرورت نہیں۔ صرف اقامت کافی ہے۔ عورتیں اگر کسی جگہ جمع ہوں تو چاہیئے کہ وہ نماز باجماعت ادا کریں۔ اس سے ثواب زیادہ ملے گا گو ان کے لئے ایسا

قادیان میں کسی جلسہ کے سبب آدمیوں کا بہت اژدھام ہوتا تب بھی نمازیں جمع کی جاتیں۔ بعض دفعہ کئی کئی ماہ تک نمازیں جمع ہوتی رہیں، یہاں تک کہ بعض دوستوں کا خیال ہوگیا کہ احمدی سلسلہ میں جمع نماز کا مسئلہ مستقل طور پر جاری رہے گا۔ ایسی جمع کے وقت فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ حدیث پوری ہو رہی ہے جس میں پہلے سے پیشگوئی ہے کہ مسیح موعودؑ کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی (**تجمع له الصلوٰة**)۔ میرا (راقم الحروف کا) خیال ہے کہ اس پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے کہ مسیح موعودؑ کی جہادی ضروریات ایسی بڑھی ہوئی ہوں گی کہ نمازیں بھی جمع کرنی پڑیں گی۔ جیسا کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ غزوہ خندق میں چار نمازوں کو جمع کر کے پڑھا کیونکہ خندق کے کھودنے کی مصروفیات اور جلدی کے سبب نمازوں کے پڑھنے کے تمام اوقات گذر گئے اور نمازیں مقررہ وقت پر پڑھی نہ جا سکیں۔

باہر مردوں میں نمازیں باجماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔

اپریل ۱۸۹۹ء میں نماز جمعہ کے بعد واپس گھر کو آتے ہوئے مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شخص کو والدین کی عزت کرنے کے متعلق نصیحت کر رہے تھے۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے کہ سوائے دینی معاملات کی مخالفت کے باقی معاملات میں خواہ کتنا بھی نقصان ہوتا ہو انسان برداشت کرے اور والدین کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔ یہاں تک کہ والدین کہیں کہ تم کنوئیں میں گر جاؤ تو بھی اُن کی بات مان لینی چاہئیے۔☆

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کی پیدائش سے چند روز قبل مَیں اتفاقاً قادیان آیا ہوا تھا۔ ایک شب مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم ایک چھوٹے سے نوزائدہ بچہ کو اُٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے ہیں۔ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں مَیں نے یہ خواب عرض کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ اس میں ہمارے ہاں لڑکا پیدا ہونے کی ایک بشارت ہے۔

چند روز کے بعد جب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب پیدا ہوئے تو حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ مفتی صاحب کو اطلاع کرو کہ اُن کی خواب پوری ہوگئی۔ یہ واقعہ جون ۱۸۹۹ء کا ہے۔

☆اس سے مراد اشد تاکید فرمانبرداری ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ انسان خودکشی کر لے جو شرعاً حرام ہے۔ صادق

۲۱/اکتوبر ۱۹۰۳ء

امامت نہ کرانے کی وجہ امامت نماز کی نسبت ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور کس لیے نماز نہیں پڑھاتے؟ فرمایا کہ

حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔[1]

۲۲/اکتوبر ۱۹۰۳ء

ایک آسٹریلوی نومسلم کے استفسارات کے جوابات ایک یورپین صاحب بمراہی میاں معراج الدین عمر و حکیم نور محمد صاحب احمدی عصر کے وقت قادیان پہنچ گئے جہاں قادیانی احمدی احباب نے بڑے تپاک سے ان کا استقبال کیا۔ نماز مغرب میں وہ جماعت کے ساتھ شامل ہوئے بعد ادائیگی نماز میاں معراج الدین صاحب عمر نے ان کو حضرت اقدس سے انٹروڈیوس کیا اور ان کے مزید حالات سے یوں اطلاع دی کہ

یہ ایک صاحب ہیں جو کہ آسٹریلیا سے آئے ہیں ۷ سال سے مشرف باسلام ہیں اخبارات میں بھی آپ کا چرچا رہا ہے آسٹریلیا سے یہ لنڈن گئے اور وہاں سفیرِ روم سے انہوں نے ارادہ ظاہر کیا کہ اسلامی علوم سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔سفیرِ روم نے ان کو کہا کہ تم قاہرہ (دارالسلطنت) مصر میں جاؤ مگر تاہم مشورہ کے طور پر لارڈ سٹینلے نے ان کو مشورہ دیا کہ تمہارا یہ مدعا بمبئی میں حاصل ہوگا۔ یہ وہاں پھر تے ہوئے کلکتہ آئے۔ راستہ میں ایک رؤیا دیکھی اور اس جگہ سے لاہور آئے۔ جہاں کہ انہوں نے حضور کا تذکرہ سنا اب زیارت کے لیے یہاں حاضر ہوئے۔ اب ہم ذیل میں وہ گفتگو درج کرتے ہیں جو کہ نومسلم صاحب اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ہوئی۔مشرف باسلام ہوکر ان

---

[1] البدر جلد ۲ نمبر ۴۱، ۴۲ مورخہ ۲۹/اکتوبر، ۸/نومبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲

نورالدین صاحبؓ بھی کسی تقریب پر لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے اور اُس رات اُن کا ایک وعظ مسجد گمٹی والی میں قرار پا چکا تھا۔ لیکن لیکھرام کے قتل کے واقعہ کے سبب خلیفہ رجب دین صاحب مرحوم اور بعض دیگر دوستوں کے مشورہ سے وعظ نہ کیا گیا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو اس وقت میڈیکل کالج میں تعلیم پاتے تھے، اس رات ڈیوٹی پر تھے اور انہوں نے صبح آ کر ہمیں بتلایا کہ کس طرح لیکھرام زخم کھانے کے بعد ہسپتال میں لایا گیا اور جب ڈاکٹر کے آنے میں دیر ہوئی تو وہ بار بار یہ کہتا تھا۔ (ہائے میری قسمت کوئی ڈاکٹر بھی نہیں بوہڑا) کہ ہائے میری قسمت کوئی ڈاکٹر بھی نہیں آیا اور جب دوسرے کام کرنے والے مجھے (ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو) مخاطب کرتے اور مرزا صاحب کہہ کر بلاتے تو لیکھرام چونک اُٹھتا اور آنکھیں کھول دیتا اور پھر ہائے ہائے کرتا۔ اُس وقت وہاں ایک انگریز پولیس آفیسر بھی پہنچ گیا تھا اور اُس نے بیان لینے کا اِرادہ کیا ہی تھا کہ اُوپر سے انگریز ڈاکٹر آ گیا اور اس نے پولیس آفیسر کو روک دیا اور کہا کہ مجھے اپنا کام پہلے کرنے دو۔ چنانچہ وہ مرہم پٹی کر کے چلا گیا۔ مگر اس کے بعد لیکھرام کو ہوش نہیں آئی یہاں تک کہ وہ اُسی رات مر گیا۔

لیکھرام کے مرنے کی خبر سب سے پہلے چوہدری عبداللہ خان صاحب نے جو کہ اُن دنوں لاہور میں مقیم تھے دوسری صبح قادیان پہنچ کر حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ چنانچہ اس کا ذکر حضرت صاحبؑ نے اپنی کسی عربی کتاب میں بھی کیا ہے کہ عبداللہ یہ خبر میرے پاس لایا۔

واضح ہو کہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ ضلع ہوشیارپور حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے نہایت مخلص خادم اور عاجز کے دوست تھے مگر قیام خلافت ثانیہ کے وقت جو بعض حساد کی وجہ سے افتراق ہوا اس کے سیلاب میں وہ بھی بہ گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پھر ہدایت دے اور شعائر اللہ کی تعظیم کی توفیق بخشے۔

۱۸۹۹ء

احاطہ کچہری میں نماز

۱۸۹۹ء۔ غالباً ٹیکس کا مقدمہ تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے نماز ظہر گورداسپور کے احاطہ کچہری میں بعض لوگوں کی درخواست پر خود پیش امام ہو کر پڑھائی اور بہت سے لوگ دوڑ دوڑ کر اُس نماز میں شامل ہوئے۔

مَیں اس وقت مسجد میں موجود نہ ہوتا تو میرے گھر آدمی بھیج کر منگوایا کرتے تھے لیکن ایک دفعہ جب عینک سے دیکھ لیتے تھے کہ چاند کہاں ہے تو پھر بغیر عینک کے بھی آپ کو چاند نظر آتا تھا۔

مبارک احمد مرحوم کی خاطر نماز جمعہ میں نہیں گئے

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کی مرض الموت کے ایّام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول کپڑے بدل کر عصاء ہاتھ میں لے کر جامعہ مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گذرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لیا اور اپنی چارپائی پر بٹھا دیا اور اُٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے اور جب دیکھا کہ بچہ اُٹھنے نہیں دیتا، اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضورؑ نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں۔ حضورؑ کا انتظار نہ کریں۔

بال بڑھانے کی دوائی

آخری عمر میں حضورؑ کے سر کے بال بہت پتلے اور ہلکے ہو گئے تھے چونکہ یہ عاجز ولایت سے ادویہ وغیرہ کے نمونے منگوایا کرتا تھا۔ غالبًا اس واسطے مجھے ایک دفعہ فرمایا۔ ’’مفتی صاحب سر کے بالوں کے اُگانے اور بڑہانے کے واسطے کوئی دَوائی منگوائیں۔‘‘

پانچویں روز مہندی

عموماً حضرت صاحبؑ ہر پانچویں روز سر اور ریش مبارک پر مہندی لگواتے تھے۔

بارِش کے وَاسطے نمَاز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ایّام میں قادیان میں عمُوماً موسم گرما میں متواتر گرمی ایک ہفتہ سے زائد نہ ہوا کرتی تھی۔ پانچ سَات روز کے بعد کچھ بادل آ کر ترشح کر دیتے تھے جس سے ہَوا میں کچھ خنکی آ جاتی تھی لیکن ایک سال بارش بہت کم ہوئی اور ڈھابیں خشک ہو گئیں اور نماز اِستسقاء پڑھی گئی اور اُس کے بعد جلد بارش ہو گئی۔

تبّرک

میری ہیہ (امام بی بی مرحومہ) نے اپنے لڑکے عبدالسلام سلمہ الرحمٰن کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضور کا ایک کرتہ تبرکاً مانگ کر لیا اور اس کڑتہ سے

قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اوراس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے تو تم دنیا کا ہرایک کام بند کردواور مسجدوں میں جمع ہوجاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرواور جوشخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گنہ گار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں اسی غرض سے قدیم سے اور جب سے کہ اسلام ظاہر ہوا ہے جمعہ کی تعطیل مسلمانوں میں چلی آئی ہے اوراس ملک میں بھی برابر آٹھ سو برس تک یعنی جب تک کہ اس ملک میں اسلام کی سلطنت رہی جمعہ میں تعطیل ہوتی تھی اسی وجہ سے ریاست پٹیالہ میں جمعہ کی تعطیل ان دنوں تک ہوتی رہی اوراس ملک میں تین قومیں ہیں۔ ہندو، عیسائی، مسلمان۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے مذہبی رسوم کا دن گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے یعنی اتوار جس میں وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں جس کی تعطیل عام طور پر ہوتی ہے لیکن یہ تیسرا فرقہ یعنی مسلمان اپنے تہوار کے دن سے یعنی جمعہ سے محروم ہیں۔ برٹش انڈیا میں کون مسلمان ہے جو آہ مار کر یہ نہیں کہتا کہ کاش جمعہ کی تعطیل ہوتی لیکن اس کرزنی دور میں جبکہ لارڈ کرزن اس ملک کے وائسرائے ہیں مسلمانوں کو اس تمنا کے پورے ہونے میں بہت کچھ امید بڑھ گئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جبکہ لارڈ موصوف نے دلی فیاضی اور ہمدردی سے ان کی مساجد واگذار کرادی ہیں تو پھر وہ امر جو مسجدوں کی علتِ غائی ہے یعنی نماز جمعہ یہ امر بھی انہیں ہاتھوں سے انجام پذیر ہوگا مسجد تو مثل دسترخوان یا میز کے ہے جس پر روٹی رکھی جاتی ہے مگر نماز جمعہ اصل روٹی ہے۔ تمام مساجد کی بڑی بھاری غرض نماز جمعہ ہے پس کیا ہمارے عالی ہمت وائسرائے لارڈ کرزن یہ روا رکھیں گے کہ وہ ہمیں دسترخوان تو دیں مگر روٹی نہ دیں ایسی دعوت تو ناقص ہے اور امید نہیں کہ ایسا فیاض دل جوانمرد ایسی کمی کو اپنے پر گوارا کرے اور اگر ایسا ہمدرد وائسرائے جس کے بعد کم امید ہے کہ اس کی نظیر ملے اس فیاضی کی طرف توجہ نہ فرماوے تو پھر اس کے بعد عقل تجویز نہیں کرسکتی کہ مسلمانوں کے لئے کبھی وہ دن آوے کہ دوسرے وائسرائے سے یہ مراد پاسکیں یہ ایک ایسی مراد ہے کہ اس کا انجام پذیر ہونا

علیہ السلام کے ابتلاؤں کے قصّے اکثر سُنایا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ عام طریق تھا کہ نصیحت کے لئے گذشتہ انبیاء اور صلحاء کے حالات سُناتے تھے۔

﴿706﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ آقا جو نوکر کو سزا دیتا ہے۔ یا خدا تعالیٰ جو بندہ پر گرفت کرتا ہے وہ بعض اوقات صرف ایک گناہ کا نتیجہ نہیں ہوتا۔مگر بہت سی سابقہ باتیں جمع ہو کر یہ نتیجہ پیدا کرتی ہیں اور آپ اس بات کو سمجھانے کے لئے ایک حکایت بھی بیان کیا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مہاراجہ شیر سنگھ نے اپنے ایک باورچی کو کھانے میں نمک زیادہ ڈالنے کی سزا میں حکم دیا کہ اس کی سب جائیداد ضبط کر کے اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ اس پر کسی اہلکار نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مہاراج اتنی سی بات پر یہ سزا بہت سخت ہے۔ راجہ کہنے لگا کہ تم نہیں جانتے۔ یہ صرف نمک کی سزا نہیں۔اس کم بخت نے میرا سو بکرا ہضم کیا ہے۔

﴿707﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔جس کا یہ مصرع ہے۔ ؎

''اے خدا! اے چارۂ آزارِ ما!''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو رُوحانیت سے پُر ہے۔ مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں بِالْجَہر پڑھنی چاہئیں۔باقی دل میں پڑھنی چاہئیں پس اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت صاحب نے اس وقت خاص کیفیّت کے رنگ میں اس پر اعتراض نہیں فرمایا ہوگا۔اور چونکہ ویسے بھی یہ واقعہ صرف ایک منفرد واقعہ ہے اس لئے میری رائے میں حضرت صاحب کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ لوگ اس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب

۱۰۔ مسیح موعود میں خدا نے تمام انبیاء کے صفات اور فضائل جمع کر دیئے ہیں۔	۱۰۔ مرزا صاحب نہ مسیح موعود ہیں۔ اور نہ ان میں اوصافِ نبوّت میں سے کوئی ہیں۔
۱۱۔ کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔	۱۱۔ بحث طلب ہے۔
۱۲۔ مہدی موعود قریش کے خاندان سے نہیں ہونا چاہئے۔	۱۲۔ مہدی موعود قریش کے خاندان سے ہوگا۔
۱۳۔ امتِ محمدیہ کا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ شخص ہیں اور مسیح محمدیؐ اسرائیلی مسیح سے افضل ہے۔	۱۳۔ مسیح ایک ہی ہے اور وہ اسرائیلی ہے۔
۱۴۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے کوئی حقیقی مُردہ زندہ نہیں کیا۔	۱۴۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے مُردے زندہ کئے۔
۱۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمِ عنصری کے ساتھ نہیں ہوا۔	۱۵۔ آنحضرت کا معراج جسمِ عنصری کے ساتھ ہوا۔
۱۶۔ خدا کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منقطع نہیں ہوئی۔	۱۶۔ منقطع نہیں ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ مقدمہ ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء میں بمقام گورداسپور ہوا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ عدالت کے ان سوالوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جو جوابات دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ اور آپ کے جوابات سے نبوّت اور افضلیت برمسیحِ ناصری وغیرہ کے مسائل بھی خوب واضح ہو جاتے ہیں۔

﴿696﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مَیں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت اُمّ المؤمنین کو اپنے دائیں جانب

بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے۔ کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اُسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو۔ تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔ مَیں نے حضرت اُمّ المؤمنینؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکّر آ جایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

﴿697﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دَورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے آنحضرت ﷺ کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ کو پسند فرماتے تھے۔

﴿698﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ کتابیں جو اکثر حضرت صاحب کی زیرِ نظر رہتی تھیں۔ نیز تصنیف کے تمام کاغذات بستوں میں بندھے رہتے تھے ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہو جاتے تھے۔ عموماً دو بستے تو ضرور رہتے تھے یہ بستے سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف ایک چورس کپڑا ہوتا تھا۔ جس میں کاغذ اور کتابیں رکھ کر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔ تصنیف کے وقت آپ کا سارا دفتر آپ کا پلنگ ہوتا تھا۔ اسی واسطے ہمیشہ بڑے پلنگ پر سویا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مَیں نے حضرت صاحب کو کبھی میز کرسی لگا کر کام کرتے نہیں دیکھا۔ البتہ بسا اوقات ٹہلتے ہوئے تصنیف کا کام کیا کرتے تھے اور اکثر پلنگ یا فرش پر بیٹھ کر کام کرتے تھے۔

﴿699﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔مرزا دین محمد صاحب لنگر وال نے مجھ سے بیان کیا کہ ابتدائی زمانہ میں حافظ معین عرف مانا حضرت صاحب کے پاس اکثر آیا کرتا تھا۔ مَیں جب حضرت صاحب کا کھانا لاتا۔ تو

نماز ترک نہ کروں گا تو اس کے لئے حرج نہیں۔ ہم تو اس معاملہ میں حضرت علیؓ ہی کا جواب دیتے ہیں۔ (البدر یکم مئی 1903ء صفحہ 114)

ایک شخص نے سوال کیا کہ میں چھ ماہ تک تارکِ صلوٰۃ تھا۔ اب میں نے توبہ کی ہے کیا وہ سب نمازیں اب پڑھوں؟ فرمایا

''نماز کی قضاء نہیں ہوتی۔ اب اس کا علاج توبہ ہی کافی ہے۔''

(بدر 24 تا 31 دسمبر 1908ء صفحہ 5)

عورتوں کے لئے جمعہ کا استثناء

ایک صاحب نے عورتوں پر جمعہ کی فرضیت کا سوال کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

اس میں تعامل کو دیکھ لیا جاوے اور جو امر سنّت اور حدیث سے ثابت ہے۔ اس سے زیادہ ہم اس کی تفسیر کیا کر سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جب مستثنیٰ کر دیا ہے تو پھر یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہی رہا۔ (البدر 11 ستمبر 1903ء صفحہ 366)

قادیان میں عید الفطر

اخبار البدر قادیان نے عید الفطر کی تقریبِ سعید کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لنگر خانہ میں نماز عید سے پیشتر احباب کے لئے میٹھے چاول تیار کروائے اور سب احباب نے تناول فرمائے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ایک دو ماسٹروں نے مدرسہ کے مکین اور یتیم طلباء کے واسطے صدقہ فطر جمع کیا جو کہ عید کی نماز سے پیشتر ہی ہر ایک مومن کو ادا کر دینا چاہئے۔ گیارہ بجے کے قریب خدا کا برگزیدہ جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ سادے لباس میں ایک چوغہ زیب تن کئے ہوئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لایا جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی اور عید کی مبارک باد دی۔ اتنے میں حکیم نورالدین صاحب تشریف لائے اور آپ نے نماز عید کی

مکتوب نمبر ۶۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل عنایت نامہ پہنچ کر موجب خوشی ہوا۔ خدا تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور اپنے دین کے لشکر کا مقدمۃ **الجیش** بناوے۔ حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے کبھی غلبہ دورانِ سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دورانِ سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شائد قُلۡ هُوَ اللّٰهُ[1] بمشکل پڑھ سکوں، کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔ دوستوں کی غائبانہ دعا مستجاب ہوا کرتی ہے۔ آنمکرم اس عاجز کے حق میں دعا کریں۔ شیخ شہاب الدین بہت مسکین آدمی ہے۔ اس کی ملازمت کے لئے ضرور فکر فرماویں۔ باپ بڈھا آپ کمزور۔ گھر میں کھانے کے لئے نہیں۔ اگر آپ ایما فرماویں تو میں آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۵؍فروری ۱۸۹۱ء

☆......☆......☆

[1] الاخلاص: ۲

پسند نہیں فرمایا۔ آجکل فلاسفر صاحب اسی قسم کی حرکات کی وجہ سے جماعت سے خارج ہو چکے ہیں۔

﴿891﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں بموقعہ جلسہ سالانہ حضرت احمد علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت سیّد عبداللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

﴿892﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قادیان آیا تو حضرت اقدس ان ایام میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد مبارک میں جو گھر کی طرف کو ایک کھڑکی کی طرز کا دروازہ ہے اس کے قریب دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ بحالت نماز ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے اور اکثر اوقات نماز مغرب سے عشاء تک مسجد کے اندر احباب میں جلوہ افروز ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے تھے۔

﴿893﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدسؑ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی۔ تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھری کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلبًا یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

﴿894﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام نکاح کے معاملہ میں قوم اور کفو کو ترجیح دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ لوگوں نے بات کو بڑھا لیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ عام حالات میں اپنی قوم کے اندر اپنے کفو میں شادی کرنا کئی لحاظ سے اچھا ہوتا ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ کسی حالت میں بھی

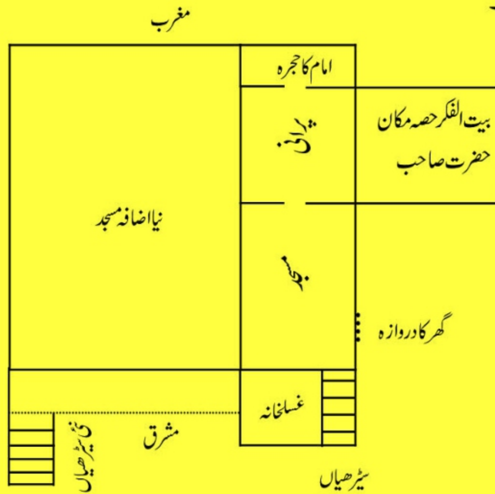
نہیں۔ مونڈھا کُھنی جو بھی آپ کے ساتھ لگ سکے لگا تا ہوں۔ کیا دوزخ کی آگ ہم کو بھی چھوئے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ بھائی صاحب بات تو ٹھیک ہے لیکن تابعداری شرط ہے۔ اللہ! اللہ۔ یہ اس وقت کی حالت ہے۔ اور اب ڈاکٹر صاحب کی یہ حالت ہے کہ حضرت صاحب کے جگر گوشہ اور خلیفہٗ وقت سے منحرف ہو رہے ہیں۔

﴿902﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جولائی ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور کی کچہری سے باہر تشریف لائے اور خاکسار سے کہا کہ انتظام کرو کہ نماز پڑھ لیں۔ خاکسار نے ایک دری نہایت شوق سے اپنی چادر پر بغرض جانماز ڈال دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ظہر وعصر ادا کی۔ اس وقت غالباً ہم بیس احمدی مقتدی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ دری حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تھی۔ اور انہوں نے وہ لے لی۔

﴿903﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آ کر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا، اپنے خیال

میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کا ذکر روایت ۸۹۳ میں بھی ہو چکا ہے۔

﴿904﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک کا نقشہ یہ ہے۔



اس کے تین حصّے تھے۔ایک چھوٹا مغربی حجرہ امام کے لئے تھا۔جس میں دو کھڑکیاں تھیں۔درمیانی حصّہ جس میں دو صفیں اور فی صف چھ آدمی ہوتے تھے۔اسی میں بیت الفکر کی کھڑکیاں کھلتی تھی اور اس کے مقابل پر جنوبی دیوار میں ایک کھڑکی روشنی کے لئے کھلتی تھی۔تیسرا باہر کا مشرقی حصّہ اس میں عموماً دو اور بعض اوقات تین صفیں اور فی صف پانچ آدمی ہوا کرتے تھے۔اسی میں نیچے سیڑھیاں آتی ہیں۔اور ایک دروازہ اس کا غسلخانہ میں تھا۔جو اب چھوٹے کمرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔اسی تیسرے حصّہ میں ایک دروازہ شمالی دیوار میں حضرت صاحب کے گھر میں کُھلتا تھا۔غرضیکہ اس زمانہ میں مسجد مبارک میں امام سمیت تئیس آدمیوں کی بافراغت گنجائش تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کمرہ بطور غسلخانہ دکھایا گیا ہے اس میں حضرت صاحب کے کُرتہ پر سُرخی کے چھینٹے پڑنے کا نشان ظاہر ہوا تھا۔